خاندانی منصوبہ بندی: جدید استعماری حکمت عملی

جون ۲۰۰۵ء کا شمارہ خاندانی منصوبہ بندی کے منصوبوں کی حقیقت پر مشتمل تھا، ان استعماری منصوبوں کے پس پشت اربوں روپے کی مغربی امداد کے اصل مقاصد سے امت مسلمہ ناواقف ہے۔ صرف امت مسلمہ نہیں بلکہ عالم عیسائیت اور عالم کفر کے وہ ممالک جن کی بڑھتی ہوئی افرادی قوت مغرب کے لیے مہلک خطرہ ہے۔ وہ بھی خاندانی منصوبہ بندی کے لیے مغربی امداد کو انسانیت کی خدمت سمجھتے ہیں اور عالم عیسائیت اور عالم اسلام میں اب ایسے پادری اور جدیدیت پسند علماء مل جاتے ہیں جو معاشی بنیادوں پر خاندانی منصوبہ بندی کی شریعت عیسوی اور شریعت اسلامی کی روشنی میں تاویلات پیش کررہے ہیں۔ جامعہ ازہر بہت پہلے خاندانی منصوبہ بندی کے جواز کا فتوی دے چکی ہے۔ عالم عرب میں یہ وباء عام ہے۔ انڈونیشیا میں ایک خاص حکمت عملی کے تحت علماء اور مدارس سے خاندانی منصوبہ بندی کے جواز کا فتویٰ لیا جارہا ہے۔ مستفتی نہایت سادہ لوح بن کر سوالات کا ایسا تانا بانا بنتا ہے کہ علماء اس کے حق میں فتویٰ دے دیتے ہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں خاندانی منصوبہ بندی کے مغربی استعماری عزائم کو سمجھے بغیر خاندانی منصوبہ بندی کے لیے مغرب کی بے چینی واضطراب کی حقیقت جانے بغیر اور خاندانی منصوبہ بندی کے لیے مغرب کی جانب سے اربوں روپے کی امداد کے اصل مقاصد سے بے خبر رہ کر کوئی فتویٰ دینا نہایت خطرناک عمل ہوگا۔ مغرب کو شکوہ ہے کہ پاکستان وہندوستان کے دینی مدارس ابھی تک راسخ العقیدہ ہیں اور جدیدیت پسندی کے سیلاب کا مسلسل مقابلہ کررہے ہیں لیکن بعض جدیدیت پسند علماء وفقہاء سے انھیں امیدیں ماضی میں بھی تھیں اور حال میں بھی ہیں۔ جیسے ڈاکٹر فضل الرحمٰن، جعفر شاہ پھلواریؒ، حسن مثنی ندویؒ، وغیرہ وغیرہ۔

خاندانی منصوبہ بندی کے منصوبوں کی اصل حقیقت سمجھنے کے لیے ہمیں اندلس کی تاریخ پر گہری نظر ڈالنا چاہیے۔ اندلس میں مسلمان کیوں ختم ہوگئے؟ سائنس وٹیکنالوجی اس ریاست کا تحفظ کیوں نہ کرسکی؟ اندلس میں کوئی مسلمان کیوں نہیں بچ سکا؟ مسجد قرطبہ میں اذان دینے والا کوئی باقی نہ رہا آخر کیوں؟ اس کی بنیادی وجہ مسلمانوں کی محدود آبادی تھی۔ امام ابن حزمؒ اندلسی نے اس خطرے کا اندازہ کرتے ہوئے اندلس کے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کرنے کی ہدایت کی تھی اور خاندانی منصوبہ بندی کو حرام قرار دیا تھا۔ اندلس کا خطرہ ان دنوں عالم مغرب کو درپیش ہے۔ سائنس ٹیکنالوجی میں ترقی کے ساتھ ساتھ مغرب کی آبادی تیزی سے کم ہورہی ہے

بلکہ مٹ رہی ہے۔اس کا اندازہ مغرب کو بخوبی ہے لیکن مغرب نے جو طرز زندگی اختیار کرلیا ہے اس کے پیش نظر لذت ہی مقصد زندگی ہے لہٰذا اکثر مغربی عورت اور مرد بچوں کی پیدائش کو اپنی لذت، آمدنی میں کمی کا سبب سمجھتے ہوئے بچوں کی پیدائش و پرورش کی ذمہ داری اٹھانے پر تیار نہیں، وہ زندگی کو محض عیش کوشی کے لیے وقف سمجھتے ہیں خاندان کا قیام بے پناہ ذمہ داریوں کا طالب ہوتا ہے جو مغربی انسان کو گوارا نہیں۔شادیوں کے سخت قوانین، طلاق میں شدید رکاوٹوں کے باعث مغربی مرد وعورتیں شادی ہی نہیں کرتے، سالہا سال ساتھ رہتے ہیں بچے پیدا کرتے ہیں اگر دل ودماغ مطمئن ہوجائیں تو بچوں کے بالغ ہونے کے بعد قانونی رشتہ ازدواج میں منسلک ہوجاتے ہیں۔

تاریخی طور پر اور مختلف دستاویزات وحقائق کی روشنی میں یہ بات طے شدہ ہے کہ:

ترقی کے دوران امریکی آبادی بڑھ رہی تھی، آبادی بڑھنے سے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، جدید صنعتی ڈھانچے کے لیے بڑی آبادی لازمی ہے، بڑی آبادی کے بغیر معاشی بوجھ اٹھانا مشکل ہے، بڑی آبادی قابض فاتحین کا ناطقہ بند کرسکتی ہے، بڑی جنگی مشینوں کے لیے بڑی آبادی درکار ہے، عالمی بینک نے اعتراف کیا ہے کہ آبادی میں اضافہ دراصل ترقی میں اضافہ ہے، مغرب کی ترقی کثرت آبادی کے باعث ہوئی۔

یہ بات بھی مسلم طور پر طے شدہ ہے کہ اگلے چند برسوں میں:

بیس بچوں میں سے صرف ایک بچہ مغربی ہوگا، کل کی دنیا رنگ داروں کی دنیا ہوگی، جنوبی افریقہ میں سفید فام آبادی کم ہورہی ہے، آبادی کا مسئلہ تصادم کا سبب بنے گا، دوسروں کی بڑھتی ہوئی آبادی مغرب پر خوف طاری کرتی ہے۔

مغرب کو یہ بھی معلوم ہے لاطینی امریکہ اور ایشیا میں آبادی بڑھنے سے پانچ گنا اور تین گنا آمدنی میں اضافہ ہوا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی رزق کے نئے ذرائع بھی لاتی ہے مغرب میں آبادی کی کمی طاقت کا توازن بدل دے گی، مغرب کے لیے نیا خطرہ اپنی آبادی میں کمی ہے۔امریکی مفادات کے لیے دوسرے ملکوں کی بڑی آبادی خطرناک ہے، برازیل آبادی کے باعث لاطینی امریکہ پر چھا چکا ہے، نائیجریا کی آبادی اس کی قوت میں اضافہ کر رہی ہے، تباہ کن ہتھیار بڑی آبادیاں ختم نہیں کرسکتے، ترقی پذیر ممالک کی آبادی امریکہ کے لیے خطرہ ہے، لہٰذا خام مال کے ذخائر کم ترقی یافتہ ممالک میں ہیں، خام مال کی محفوظ ترسیلات کے لیے ان ملکوں کی خطرناک آبادی کم کرانا ضروری ہے۔لہٰذا ان ممالک کے تمام امور میں امریکہ کی دلچسپی ضروری ہے۔

ان تمام معاملات سے نمٹنے کے لیے مغرب اربوں کھربوں روپے آبادی کم کرانے پر خرچ کر رہا ہے اگر افریقہ، ایشیا اور مشرق وسطی کے مسلمان عیسائی غذائی قلت، بے روزگاری کا شکار ہیں تو مغرب کو ان سے کیا ہمدردی اصل مسئلہ یہ ہے کہ آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کے وسائل بڑھ جائیں گے اور یہ مغرب کے لیے خطرناک ممالک بن جائیں گے، لیکن مغرب یہ بھی جانتا ہے کہ زیادہ آبادی کا علاج آبادی کم کرنا نہیں ہے اور ہر جگہ جبری نس بندی ممکن نہیں لہٰذا آخری راستہ صرف یہی ہے کہ مذہبی طبقات، پادریوں، فقہا، علماء، مدارس، مساجد کے ذریعے خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی جواز پیش کیا جائے۔ ہمارے علماء اس خطرے سے بخوبی واقف ہیں اور وہ اس سے نمٹنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

ساحل مارچ ۲۰۰۶ء